قانون وقضا

حافظ محمد سرور*

شرعی اور وضعی قوانین؛ ایک تقابل

> زیرنظر مضمون میں 'شرعی قانون' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے بارے میں زیادہ محتاط لفظ 'شریعت ِاسلامیہ' ہی ہے۔ کیونکہ شریعت کو 'مسلمان اہل علم انسانوں' کے ذریعے قانونی ضابطہ بندیوں کی شکل دینے میں بھی بعض وہی مسائل درآتے ہیں جو وضعی یا انسانی قانون کیلئے عیب ٹھہرتے ہیں۔ دراصل شریعت ِاسلامیہ ہی اپنے اصل الفاظ میں وحی ہونے کے ناطے یہ منفرد مقام اور حیثیت رکھتی ہے کہ اللہ کی مخلوق میں عدل وانصاف کی دائمی ضمانت بن سکے۔ اس بنا پر زیرنظر مضمون میں شرعی قانون کو شریعت ِاسلامیہ کے معنی میں سمجھنا چاہئے۔ (ح م)

ذہنی مغلوبیت کی سب سے بڑی علامت یہ ہوتی ہے کہ کوئی انسان اپنے مذہب یا قوم کی تہذیب کے متعلق احساسِ کمتری میں مبتلا ہوکر غیروں کی تہذیب و معاشرت کو للچائی نظروں سے دیکھنے لگے اور اس کی ایک ایک جزئی کے اپنانے کو اپنی روشن خیالی اور وسعت ِظرفی تصور کرے۔ جب کسی قوم میں یہ صورتِ حال پیدا ہوجائے تو تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ایسی مغلوب الذہن اَقوام کبھی بھی زمانے میں اپنے وجود کو مستقل حیثیت سے برقرار نہیں رکھ سکیں اور رفتہ رفتہ ماضی کا اِک قصۂ پارینہ بن کر رہ گئیں۔

بدقسمتی سے کچھ اسی طرح کی حالت اس وقت اسلام کے ماننے والے جدید تعلیم یافتہ حضرات کی ہے جو اسلامی نظامِ حدود وتعزیرات کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق نہ سمجھتے ہوئے وضعی قوانین کے نفاذ کو کامیابی اور ترقی کا معیار قرار دیتے ہیں، إلا من رحم ربي

حالانکہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اسلامی نظامِ حدود کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہ قرار دینے والے انہی حضرات کے نزدیک زمانۂ سابقہ میں اسلام کے تابناک اور روشن دور کا سبب یہی اسلامی قوانین اوران پر عمل درآمد تھا۔ گویا کہ خالقِ ارض وسما کے بنائے ہوئے نظام کے متعلق بھی ان حضرات کا یہی فیصلہ ہے کہ ؎ تھا جو 'خوب' بتدریج وہی 'ناخوب' ہوا!!

* مُتعلّم مرکز التربیۃ الإسلامیۃ ، فیصل آباد

www.KitaboSunnat.com

اگر بات صرف اسی قدر ہو کہ دورِ حاضر میں وضع کئے جانے والے اُصول وقوانین، صدیوں قبل تشکیل شدہ قوانین سے اس لئے بہتر ہیں کہ وہ جدید حالات و واقعات کو پیش نظر رکھ کر ترتیب دیے جاتے ہیں تو ہم بھی 'جدت پسند' حضرات کی فہرست میں نام لکھوانے کو اپنی خوش بختی تصور کرتے، لیکن اگر قدیم قوانین کو عطا کرنے والا خود ربّ الناس ہو اور وہ ان قوانین کو مقرر کرنے کے بعد یہ کہہ کر ان کے دائمی نافذ العمل ہونے کی طرف اشارہ کردے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدۃ:۳)

''آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے اسلام کو بطورِ دین پسند کرلیا۔''

لہٰذا جدید کو قدیم کے مقابلے میں افضل و برتر قرار دینا تو درکنار، ان کو موازنہ کے لئے دو پلڑوں میں رکھنا ہی ایسے ہے جیسے آسمان کے مقابلے میں زمین کو لانے کی ناکام کوشش کی جائے: ؎ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک!

لیکن مذکورہ بالا ساری بحث بھی اسی وقت پیدا ہوگی جب ہم یہ فرض کریں کہ وضعی قوانین کے مقابلے میں شرعی قوانین قدیم ہیں جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ یورپ کے بیشتر ضوابط وقوانین کے بالمقابل شریعت کے قوانین بھی قدیم نہیں بلکہ جدید ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یورپ کے قوانین کی بنا 'رومن لا' پر رکھی گئی ہے۔ ان کی اُٹھان رومن قانون کے نصوص وقواعد اور حدود اربعہ میں ہوئی ہے، اِلا یہ کہ کسی شدید ضرورت کی بنا پر اس راستے سے ہٹنا پڑے؛ اس بنا پر یہ بات بالکل واضح ہے کہ یورپی قوانین کے مقابلے میں اسلامی قوانین جدید تر ہیں نہ کہ قدیم۔ کیونکہ رومن لاء کی تشکیل 'نزولِ قرآن وسنت' سے صدیوں قبل ہوئی ہے۔

اس کے علاوہ اگر اس بات پر غور کیا جائے کہ جو حضرات اس وقت الٰہی قوانین کے متعلق بظاہر انتہائی خوبصورت انداز میں یہ راگ اَلاپ رہے ہیں کہ چودہ سو سال قبل کا فرسودہ نظام موجودہ دور کے تقاضوں سے مناسبت نہیں رکھتا تو ایسے لوگوں کی دو اقسام ہیں: ایک گروہ تو ایسے حضرات کا ہے جنہیں نہ تو شریعتِ اسلامیہ کی مہارت حاصل ہے اور نہ ہی قوانینِ وضعی پر جبکہ دوسرے گروہ میں ایسے تعلیم یافتہ حضرات شامل ہیں جو اگرچہ قوانینِ وضعی پر تو مکمل مہارت

www.KitaboSunnat.com

رکھتے ہیں، لیکن شریعت کی ابجد سے بھی واقف نہیں۔ اب چونکہ دونوں فریق قوانینِ شرعیہ سے نابلد ہیں لہٰذا شریعتِ اسلامیہ کے متعلق ان کا یہ دعویٰ کہ 'یہ موجودہ دور سے مناسبت نہیں رکھتی' بالکل بے وزن ہوکر رہ جاتا ہے!!

شرعی قوانین اور قرآن

ہر وہ قانون جو شریعتِ اسلامیہ، اس کے اُصول ومبادی اور اس کی روح کے خلاف ہو وہ مطلقاً باطل اور کالعدم ہے۔ بلکہ اسلام تو ہم پر یہ بھی ضروری قرار دیتا ہے کہ ہمیں اپنے الفاظ میں قانون سازی کی بجائے اللہ اور رسول کے فرامین کو ان کی اصل شکل میں ہی قانون سمجھنا چاہئے، جیسا کہ قرآن جابجا ہمیں ما أنزل الله کی پابندی اور قانون باور کرنے کی تلقین کرتا ہے اور ایسا نہ کرنے والوں کو ظالم، فاسق اور کافر گردانتا ہے۔ اور یہ امر واضح ہے کہ ما أنزل الله تو صرف قرآنِ کریم اور احادیث نبویہ ہیں، نہ کہ اس سے ماخوذ ایسے قوانین جنہیں مسلم اہل علم نے اپنے الفاظ میں قانونی ڈھنگپر ترتیب دے دیا ہے۔

ذیل میں اسی مفہوم کی قرآنی نصوص ایسے لوگوں کے لئے درج کی جارہی ہیں جو کسی طور پر بھی قرآن سے لگاؤ رکھتے اور اسلام کو مانتے ہوں خواہ بطورِ ایک آبائی مذہب کے ہی۔ کیونکہ وہ ہیں تو بہرحال مسلمان اور کلمہ طیبہ کا اقرار کرنے کے بعد رسولِ کریم ﷺ کی اطاعت کا طوق اپنے گلے میں ڈال چکے ہیں۔ اب دور کے ڈھول اُنہیں کتنے ہی سہانے سنائی کیوں نہ دیں جو ڈھول ان کے اپنے گلے میں پڑا ہوا ہے، اس کی آواز کو تو بہرحال اُنہیں سننا اور برداشت کرنا ہوگا، خواہ اس کی بھاری بھرکم اور رعب دار آواز ان کے ذوقِ حسن سماعت پر کتنی ہی گراں کیوں نہ گزرے اور خواہ ان کی نزاکت لاکھ اس کا انکار کرے۔

مخلوق پر صرف خالق کا نظام

قرآن انبیاے کرام علیہم السلام کی بعثت کا اہم مقصد ہی یہ بتاتا ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون کو جاری وساری کریں اور انسانوں کے درمیان اللہ کی نازل کردہ ہدایت کی روشنی میں انصاف کریں اور یہ کہ اسلام مغلوب ہوکر نہیں بلکہ وہ تو غالب اور کارفرما ہونے کے لئے آیا ہے۔ چنانچہ ربّ العالمین کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ (الصّف:۹)

''وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اسے سارے دینوں پر غالب کردے اگرچہ مشرکین کو یہ کتنا ہی ناگوار گزرے۔''

نیز فرمایا: ﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ (الحدید:۲۵)

''ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔''

اسلام کی نگاہ میں قانون کا اصل مرجع و مصدر صرف اللہ کی ذات ہے کیونکہ وہی اس ساری کائنات کا خالق ہے۔ لہٰذا اس کائنات کو پیش آنے والی اچھائیوں اور بُرائیوں کی تمام باریکیوں سے وہی واقف ہوسکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مخلوق پر حکم بھی صرف اسی کا تسلیم کیا جائے۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق اور لیل ونہار پر اپنے مکمل تصرف اور یہ کہ سورج، چاند اور تارے اسی کے آگے مسخر اور مطیع ہیں اور پھر ان ساری باتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ﴾ (الاعراف:۵۴)

''یاد رکھو! اسی نے پیدا کیا ہے اور اسی کو حکم کرنے کا حق حاصل ہے۔''

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ (یوسف:۴۰)

''فرماں روائی کا اختیار اللہ کے سوا کسی کے لئے نہیں ہے۔''

ایسے لوگ جو اللہ کے نازل کردہ قوانین کے مقابلے میں انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں، اللہ نے ان کو کافر، ظالم اور فاسق قرار دیا ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ... هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ... هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ...﴾ (المائدۃ:۴۴،۴۵،۴۷)

''جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں پس وہی کافر ہیں ...... وہی ظالم

www.KitaboSunnat.com

ہیں...... وہی فاسق ہیں۔''

اللہ نے تحاكم إلى غير الله (اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف فیصلہ لے جانا) کو حرام قرار دیا ہے اور کسی مؤمن کو قطعاً یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے حکم پر اطمینان کا اظہار کرے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو اسے دور کی گمراہی اور طاغوت وشیطان کی پیروی سے تعبیر کیا ہے۔ لہٰذا ارشاد فرمایا:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا﴾ (النساء:٦٠)

''(اے نبی ﷺ) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں لیکن چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ طاغوت سے کروائیں حالانکہ اُنہیں طاغوت کے ساتھ کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ شیطان انہیں راہِ راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے۔''

مزید برآں، ربّ العالمین نے واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ کسی مؤمن مرد یا عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی ایسے معاملے میں اپنے لئے آزادی استعمال کرے جس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کوئی فیصلہ صادر کردیا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ ایمان کے لئے رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو محض ظاہری صورت میں ہی مان لینا کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ پوری خوشدلی اور آمادگئ نفس کے ساتھ یہ کام انجام دے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء:٦٥)

''تیرے پروردگار کی قسم! یہ لوگ کبھی مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک اپنے تمام جھگڑوں میں تجھے حاکم نہ بنائیں اور پھر (صرف اتنا ہی نہیں بلکہ) ان کے دلوں کی حالت بھی ایسی ہوجائے کہ جو کچھ تم فیصلہ کردو، اس کے خلاف اپنے اندر کسی طرح کی کھٹک محسوس نہ کریں اور پوری طرح اس کو تسلیم کرلیں۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب:۳۶)

''اور کسی مؤمن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملے کا فیصلہ کردے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔''

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس آیت کی حسبِ ذیل تفسیر کی ہے:

''یہ آیت اگرچہ ایک خاص موقع پر نازل ہوئی ہے مگر جو حکم اس میں بیان کیا گیا ہے، وہ اسلامی آئین کا اصل الاصول ہے اور اس کا اطلاق پورے اسلامی نظامِ زندگی پر ہوتا ہے۔ اس کی رو سے کسی مسلمان فرد، یا قوم، یا ادارے، یا عدالت، یا پارلیمنٹ یا ریاست کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جس معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کوئی حکم ثابت ہو تو اس میں وہ خود اپنی آزادیٔ رائے استعمال کرے۔ مسلمان ہونے کے معنی ہی خدا اور رسول کے آگے اپنے آزادانہ اختیار سے دستبردار ہوجانے کے ہیں۔ کسی شخص یا قوم کا مسلمان بھی ہونا اور اپنے لئے اس اختیار کو محفوظ بھی رکھنا دونوں ایک دوسرے کی نفی کرتے ہیں۔ کوئی ذی عقل انسان ان دونوں رویوں کو جمع کرنے کا تصور نہیں کرسکتا۔ جسے مسلمان رہنا ہے، اسے لازماً خدا اور رسولؐ کے آگے جھک جانا ہوگا اور جسے نہ جھکنا ہو، اسے سیدھی طرح ماننا پڑے گا کہ وہ مسلمان نہیں ہے۔ نہ مانے گا تو اپنے مسلمان ہونے کا وہ کتنا ہی ڈھول پیٹے، خدا اور خلق دونوں کی نگاہ میں وہ منافق ہی قرار پائے گا۔'' (تفہیم القرآن: سورۃ الاحزاب، حاشیہ نمبر ٦٦)

اس کے علاوہ اللہ ربّ العالمین نے واضح الفاظ میں یہ اعلان فرمایا ہے کہ اگر اس کے فیصلے کو چھوڑ کر کسی اور کو جائز و ناجائز کی حدود مقرر کرنے کا اختیار دیا گیا تو ایسا کرنے والا شخص ربّ العالمین کی توحید میں شرک کا مرتکب ہورہا ہے۔ کیونکہ اللہ کے مقابلے میں اس نے شریعت سازی کا حق کسی اور کو دے کر اس کو اپنے لئے 'ربّ' اور 'الٰہ' بنا لیا ہے۔ چنانچہ اللہ ربّ العالمین قرآنِ مجید میں یہودیوں اور عیسائیوں کی اسی بُری خصلت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا﴾ (التوبہ:۳۱)

www.KitaboSunnat.com

''اُنہوں نے اپنے علما اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا ربّ بنا لیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ ان کو صرف ایک ہی معبود کی پرستش کا حکم دیا گیا تھا۔''

مندرجہ بالا آیت کی وضاحت کے لئے اس حدیثِ مبارکہ پر غور کیجئے کہ

''حضرت عدی بن حاتمؓ جب عیسائیت کو چھوڑ کر مشرف بہ اسلام ہوئے تو اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے من جملہ اور سوالات کے ایک سوال یہ بھی کیا تھا کہ اس آیتِ مبارکہ میں ہم پر اپنے علما اور درویشوں کو ربّ بنانے کا جو الزام عائد کیا گیا ہے، اس کی اصلیت کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: کیا ایسا نہیں کہ جو کچھ یہ لوگ حلال کر دیتے تم اس کو حلال سمجھنے لگتے اور جس چیز کو حرام قرار دیتے، تم اسے حرام کر لیتے۔ حضرت عدیؓ نے کہا: ایسا تو ضرور ہے۔ فرمایا بس یہی ان کو خدا بنا لینا ہے۔'' (جامع ترمذی:۳۰۹۵)

مذکورہ نصوص کے علاوہ بھی قرآنِ مجید میں کئی ایک ایسی آیات ہیں جو اپنے اس مفہوم پر دلالت کرنے میں بالکل واضح ہیں کہ شریعت اور قانون سازی کا حق صرف خالق حقیقی کے پاس ہے۔ اس کا قانون اور اسی کی شریعت ہی فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہے، اس کی شریعت سے انحراف دنیا میں ہلاکت اور بربادی کا سبب تو ہے ہی، ساتھ ہی ساتھ ایمان سے ہاتھ دھونے اور گمراہی کی گہری کھائی میں جا گرنے کے بھی مترادف ہے۔

شریعتِ اسلامیہ ابدی اور عالمگیر ہے!

اسلامی قانون زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے۔ یہ کسی مخصوص علاقے یا زمانے کے لئے مقرر نہیں کیا گیا تھا بلکہ ربّ العالمین نے شروع ہی سے اس کے متعلق واضح کر دیا تھا:

﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ (الفرقان:۱)

'' بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا (ضابطہ حیات) نازل کیا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے ڈرانے والا بن جائے۔''

بعض غیر مسلم مؤرّخین اور مستشرقین اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ شریعتِ اسلامیہ وقتی اور ہنگامی حالات کے لئے وجود میں آئی تھی، لیکن بعد میں جب فتوحات کا سلسلہ وسیع ہوا تو وہ عالمی بن گئی۔ لیکن مذکورہ بالا آیت ایسے لوگوں کی واضح تردید کر رہی ہے، کیونکہ یہ آیت بالاتفاق مکی ہے اور مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب اسلامی

تحریک انتہائی کسمپرسی کے عالم میں اپنا آغاز کررہی تھی۔ چنانچہ اسلام کے دورِ ابتدا ہی میں اس آیت کا نزول اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام کی بنیاد ہی اس تصور پر استوار کی گئی تھی کہ یہ ساری دنیا کے لئے دستور اور آئین بنے اور تمام لوگ اس کے پاکیزہ اور ہمہ گیر اُصولوں کے تحت ایک پرامن زندگی بسر کرسکیں۔

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ حضورﷺ کی بعثت سے قبل ہی تمام انبیا کرام علیہم السلام سے اس بات کا عہد لیا جاچکا تھا کہ تمہاری رسالت کے دور میں اگر نبی آخرالزمان حضرت محمدﷺ کی بعثت ہوجائے تو تم پر اپنی شریعت ورسالت سے دستبردار ہوکر اس کی شریعت پر ایمان لانا اور پھر 'یہی نہیں بلکہ' اس کے معاون ومددگار بننا لازم ہے۔ چنانچہ ربّ العالمین کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ (آلِ عمران:۸۱)

''جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو اسی تعلیم کی تصدیق کرنے والا جو تمہارے پاس ہے تو تمہیں لازماً اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی تصدیق کرنا ہوگی۔ پھر کہا کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میری طرف سے عہد کی بھاری ذمہ داری اٹھاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ (ہاں) ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا تو گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔''

مذکورہ بالا عہد اگرچہ انبیا کرام علیہم السلام سے لیا گیا تھا، لیکن جو عہد انبیا سے لیا گیا ہو وہ لامحالہ ان کے پیروؤں پر بھی عائد ہوتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ شریعتِ اسلامیہ کے مقابلے میں سابقہ کسی شریعت کا سکہ بھی نہیں چل سکتا، چہ جائیکہ یہ کہتے ہوئے اسلامی قانون ہی کی تنسیخ کا فتویٰ جاری کردیا جائے کہ موجودہ حالات وضروریات کے مطابق نہیں اور پھر اسی کو بنیاد بناتے ہوئے قوانینِ وضعیہ کے نفاذ کو کامیابی کا شاخسانہ قرار دیا جائے۔ ایسے لوگوں پر قرآن کریم کا یہ فرمان صادق آتا ہے:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ

www.KitaboSunnat.com

الْخٰسِرِیْنَ﴾ (آلِ عمران:۸۵)

''جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے تو اس سے وہ طریقہ قطعاً قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں بھی خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔''

قرآنِ مجید کے علاوہ احادیثِ مبارکہ سے بھی جا بجا اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اسلامی قانون کو ربّ العالمین نے صرف اس دور کے لوگوں کے لئے مرتب نہیں کیا تھا کہ بعد میں آنے والی نسلیں اپنے حالات اور تقاضوں کے مطابق اپنا آئین اور دستور خود مرتب کرلیا کریں گی بلکہ اس کو قیامت تک کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو احادیث مروی ہیں، آپ ﷺ نے ان میں خبر دی ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئیں گے بلکہ شریعتِ اسلامیہ کی بنا پر ہی لوگوں سے قتال کریں گے۔ حتیٰ کہ اسلام کے علاوہ تمام مِلل واَدیان کا خاتمہ ہوجائے گا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کے الفاظ ہیں:

«فيقاتل الناس على الاسلام» کہ ''وہ اسلام کی بنیاد پر لوگوں سے قتال کریں گے۔''

اور اسی حدیث میں آگے جا کر ارشاد فرمایا:

«ويهلك الله في زمانه الملل كلها إلا الإسلام» (ابوداؤد:۴۳۲۴)

''اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے علاوہ تمام ملتوں کو مٹا ڈالیں گے۔''

اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:

«والذي نفسي بيده ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكمًا عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير» (صحیح بخاری:۳۴۴۸،مسلم:۱۵۵)

''یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ضرور اُتریں گے تمہارے درمیان ابن مریمؑ (عیسیٰؑ) حاکم، عادل بن کر ...... پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو ہلاک کردیں گے۔''

مذکورہ حدیث کے الفاظ «لَيُوْشِكَنَّ أن يَّنزِل فيكم ابنُ مريم حَكَمًا» پر تبصرہ کرتے ہوئے امام نوویؒ لکھتے ہیں:

أي ينزل حاكمًا بهذه الشريعة لا ينزل برسالة مستقلة وشريعة ناسخة

''وہ (حضرت عیسیٰؑ) اسی شریعتِ (اسلامیہ) کے مطابق فیصلہ کرنے والے حاکم بن کر نازل

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے۔ مستقل رسالت اور ایسی شریعت جو شریعتِ اسلامیہ کو منسوخ کرنے والی ہو، لے کر نہیں آئیں گے۔'' (شرح صحیح مسلم للنووی:۲/۱۹۰)

اسی طرح سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ مذکورہ بالا حدیث ہی کے الفاظ «فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر» پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''صلیب کو توڑ ڈالنے اور خنزیر کو ہلاک کردینے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیت ایک الگ دین کی حیثیت سے ختم ہوجائے گی۔'' (تفہیم القرآن: ج۴/ص۱۵۵، ضمیمہ سورۂ احزاب)

چنانچہ مذکورہ بحث سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطورِ فیصل کوئی نیا قانون یا ضابطہ لے کر نہیں آئیں گے بلکہ شریعتِ اسلامیہ کے مطابق ہی فیصلہ کرنے والے ایک حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ وہیں اس بات کا بھی پتہ چلا کہ ربّ العالمین نے قیامت تک ہر زمان و مکان کے لئے اسلامی قانون ہی کو حتمی اور فیصلہ کن ضابطۂ حیات بنا کر نازل کیا ہے۔ اسی لئے اس خالق نے اپنی حکمتِ تامہ اور ہمہ دانی کے تقاضے کے عین مطابق اس قانون میں ایسی لچک اور نرمی رکھی ہے کہ جو اس کو تمام اَدوار اور جگہوں پر نافذ العمل ہونے کے قابل بناتی ہے۔

وضعی قوانین کے مقابلے میں شرعی قوانین کی خصوصیات و امتیازات

وضعی اور شرعی قوانین کے درمیان ادنیٰ درجے کی بھی مساوات اور برابری نہیں ہے۔ ایک صحیح العقیدہ اور سلیم الفکر مسلمان کو، جو قرآن وسنت ہی کو اپنا دستورِ حیات اور معیارِ نجات مانتا ہو، اس بات پر مطمئن کرنے کے لئے اگرچہ قرآن وسنت کی واضح نصوص ہی کافی ہیں اور اس کو منوانے کے لئے مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن چونکہ اس کے باوجود بعض 'جدت پسند' مسلمانوں کو اس بات پر اطمینان نہیں کہ صدیوں قبل تشکیل میں آنے والا نظامِ زندگی جدید دور پر منطبق ہوسکتا ہے، لہٰذا آئندہ سطور میں وضعی قوانین کے مقابلے میں شرعی قوانین کی چند بنیادی خصوصیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے ؎ شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات!

1. وضعی قانون، انسان کی صنعت گری کا نتیجہ ہے۔ بالفرض اگر اس قانون میں اس کے علاوہ اور کوئی خامی نہ بھی ہو کہ اس کو مرتب کرنے والی خالق کے مقابلے میں مخلوق ہے۔ اس بنا

پر اہل عقل و دانش کے نزدیک بھی لوگوں کے بنائے ہوئے قانون کو ان کے خالق کے قانون کے مقابلے میں پیش کرنا کسی طرح بھی قرین انصاف نہیں ٹھہرتا بالخصوص جبکہ خود خالق کا اپنی اس مخلوق کے بارے میں اعلان ہے:

﴿وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۵)

کہ ''تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔'' اور

﴿وَخُلِقَ الْإِنسَانُ ضَعِيفًا﴾ (النساء:۲۷)

''انسان کو پیدا ہی کمزور کیا گیا ہے۔''

اس کے مقابلے میں اسلامی قانون کا من عنداللہ ہونا ہی بذاتِ خود ایک ایسی خوبی ہے جو اس کو بلندی اور عظمت کے ایک ایسے مقام پر لے جاتی ہے جہاں تک پہنچنا اس ضعیف انسان کی استطاعت اور طاقت سے ماورا ہے۔

❷ اسلامی قانون کی بنیادی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسلامی قوانین کے ساتھ احترام اور تقدس کا ایک روحانی عنصر وابستہ ہے۔ اسلام جب کسی کام کو حرام قرار دے کر اس پر کسی سزا کا اعلان کرتا ہے تو سب سے پہلے اپنے ماننے والوں کو اچھی طرح یہ بات ذہن نشین کرواتا ہے کہ ان اَحکام کو مقرر کرنے والی وہ ذات ہے جو تیری جلوت اور خلوت کی تمام باتوں سے بخوبی واقف ہے۔ اگر تو اس کے کسی حکم کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا تو ممکن ہے کہ تو اپنے جرم پر پردہ ڈال کر دنیوی سزا سے بچ جائے، لیکن بالآخر ایک نہ ایک دن تجھے اپنے اسی آقا و مولا کی طرف لوٹنا اور اپنی زیست کے تمام لمحات کا حساب دینا ہے۔ لہٰذا یہ تصور اور اللہ کا خوف ایک مسلمان کے دل پر ہر وقت ایک پہرے دار کی مانند چھایا رہتا ہے جو اس کو شرعی قوانین کے احترام پر مجبور کرتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے دور میں ماعزاسلمی (دیکھئے صحیح بخاری: ۶۸۲۴، صحیح مسلم: ۱۶۹۴) اور غامدیہ عورت (مسلم: ۱۶۹۵) کا آپ ﷺ کی بارگاہ میں اعترافِ جرم اسی خوف اور ڈر کا نتیجہ تھا۔ لیکن اس کے بالمقابل انسانوں کے وضع کردہ کسی مجموعہ قانون کے ساتھ ایسی کسی خارجی قوت کا تصور موجود نہیں ہے جو لوگوں کو اس کے احترام پر اُبھارے اور تنہائی میں بھی ان کو جرم سے روکے اور خلاف ورزی کی صورت میں خود کو قانون کے حوالے کرنے پر مجبور کرے۔

www.KitaboSunnat.com

❸ وضعی قانون اعلیٰ اخلاقی اقدار کو جو کہ انسانیت کا شرف اور اس کے ماتھے کا جُھومر ہیں اپنے دائرۂ عمل میں اس وقت تک شامل نہیں کرتا، جب تک اس سے عوام یا نظام حکومت کو کوئی خلل پڑتا دکھائی نہیں دیتا۔ اس وقت تک یہ انفرادی اَعمال کو خاموش تماشائی بنا دیکھتا رہتا ہے اور ایک انسان کو اس بات کا مکمل موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ درجہ بدرجہ آگے بڑھتا ہوا ایسے مقام پر پہنچ جائے جب وہ برملا ایسے کام کرنے لگے جو معاشرے کے لئے نقصان دہ اور عوام کو خراب کرنے والے ہوں۔ چنانچہ اکثر وضعی قوانین میں زنا اس وقت ایک قابل گرفت جرم قرار پائے گا جب طرفین میں سے ایک، دوسرے پر جبر کرے گویا کہ اصل جرم زنا نہیں بلکہ دوسرے فریق کو بلا وجہ اس امر پر مجبور کرنا ہے۔ اسی طرح اکثر وضعی قوانین شراب نوشی کو بھی اسی وقت جرم قرار دیتے ہیں جب شراب پینے والا شخص واضح طور پر حالتِ نشہ میں کسی عام گزرگاہ پر دیکھا جائے گویا کہ اصل جرم شراب نوشی نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کے لئے تکلیف کا باعث بننا ہے۔ لیکن اس کے برعکس شرعی قوانین کا اصل مقصود ہی اخلاقِ فاضلہ کی حمایت وحفاظت ہے۔ جس جرم کا ادنیٰ تعلق بھی اخلاقیات کی پامالی سے ہو، اس بارے میں شریعت کا قانون فوراً حرکت میں آجاتا ہے اور اس بات کا مکمل موقع فراہم کرتا ہے کہ کسی بڑے جرم تک پہنچنے کے لئے جو برائی ابتدائی زینے کا کام دے سکتی ہے، سب سے پہلے اسی کی اصلاح کی طرف توجہ دی جائے تاکہ کوئی بڑا جرم معرضِ وجود میں ہی نہ آسکے۔

❹ اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ انسان کے اندر بشر ہونے کے ناطے خواہشاتِ نفسانیہ اور شخصی وگروہی میول وعواطف (رجحانات) کا پایا جانا ایک لا بدی امر ہے اور پھر اس کے مزاج کو بھی ایک حالت پر قرار نہیں۔ لہٰذا اس کے ہاتھوں مرتب ہونے والے مجموعہ قانون پر لامحالہ اس کے رجحانات کا عکس پڑے گا اور اس کی تلون مزاجی کے سبب قانون بھی تغیر و تبدل کا شاخسانہ بن کے رہ جائے گا۔ جو چیز آج حلال اور مباح ہوگی، کل کو وہی حرام اور ممنوع قرار دی جائے گی۔ چنانچہ نتیجہ یہ نکلے گا کہ جو قانون ترتیب ہی اس بنا پر دیا جاتا ہے کہ معاشرہ اور اس کے افراد کو اعلیٰ اخلاقی اقدار پر گامزن کرکے مکمل امن وامان فراہم کیا جائے تاکہ ایک فرد دوسرے پر اور بڑا چھوٹے پر کوئی ظلم اور زیادتی نہ کرسکے، وہ خود بازیچۂ اطفال بن کر رہ جائے گا اور شخصی وگروہی میلانات کا عکس پڑنے کی وجہ سے عوام کے دلوں سے بھی

www.KitaboSunnat.com

اس کا احترام جاتا رہے گا اور حالت وہی ہو جائے گی جس کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے: ؎

بڑھتا ہے ذوقِ جرم یہاں ہر سزا کے بعد!

جبکہ اسلامی قانون ایسے تمام نقائص اور عیوب سے پاک ہے جو شخصی و گروہی تعصب ومیلانات اور خواہش پرستی کی بنا پر قانون کو لاحق ہوتے ہیں، کیونکہ یہ اس عادل و منصف ہستی کی طرف سے مقرر کردہ ہے جس سے ایک ذرے کے برابر بھی ظلم سرزد نہیں ہوتا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ (النساء:۴۰) ''بے شک اللہ ایک ذرّے کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔''

اور جس کا فضل تمام لوگوں پر بلا تفریق یکساں وسیع ہے: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ﴾ (النمل:۷۳) ''بے شک تیرا پروردگار تمام لوگوں پر فضل والا ہے۔''

اور جس کا فیصلہ اور قانون تغیر وتبدل سے پاک ہوا کرتا ہے: ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾ (الاحزاب:۶۲) ''اور تو اللہ کے فیصلے میں ہرگز تبدیلی نہیں پائے گا۔''

یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی اپنی تمام تر عصمت کے باوجود اپنی طرف سے قانون بنانے کی اجازت نہیں، قرآنِ مجید کی اس آیت پر غور کیجئے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ﴾

''یقیناً ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی ہے تاکہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ نے تم کو شناسا کیا ہے۔'' (النساء:۱۰۵)

⑤ قوانین وضعیہ کا دامن زمان ومکان ہر دو اعتبار سے تنگ ہوتا ہے، ایک قوم کے لئے بنائے گئے قوانین خود ان کے اپنے واضعین کے بقول دوسرے معاشرے اور زمانے پر منطبق ہونے کی صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ کسی خاص گروہ اور علاقے کو پیش نگاہ رکھ کر ہی بنائے جاتے ہیں، لیکن اسلامی قانون، جیسا کہ پیچھے قدرے وضاحت کے ساتھ ذکر کیا جاچکا کہ اس علیم وخبیر ذات کا قانون ہے جس کی تینوں زمانوں ماضی، حال اور مستقبل پر گہری نظر ہے، لہٰذا اس نے اس قانون میں ایسی لچک رکھی ہے کہ جو اس کو تمام زمانوں اور پوری دنیا کے لئے نافذ العمل ہونے کے قابل بناتی ہے۔

انسانی قوانین کے مقابلے میں شرعی قوانین کے محاسن واوصاف حیطۂ شمار ہی سے باہر ہیں

www.KitaboSunnat.com

جن کو صحیح طور سے وہی خالق جانتا اور سمجھتا ہے جو ان قوانین کا مقنن اور واضع ہے۔ درحقیقت شریعت کے مقابلے میں دنیا کا کوئی بھی قانون پیش کرنا مخلوق کو خالق کے مقام ومرتبہ پر کھڑا کرنے کی ناپاک جسارت ہے۔ مندرجہ بالا چند ایک اوصاف کو ہی دیکھ کر ایک منصف مزاج شخص کے لئے اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں کہ الٰہی قانون ہی حقیقت میں وہ قانون ہے جو معاشرے کو تمام برائیوں سے پاک کر کے اس کو اعلیٰ اخلاقی اقدار سے متصف کرسکتا ہے اور صحیح طور سے اس کی تعمیر وترقی کے نقوش متعین کرسکتا ہے۔ میں یہاں اسلامی قانون کے محاسن واوصاف کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامی قانون پر تبصرہ کے لئے تجدد پسند حضرات کے محبوب مفسر مولانا امین احسن اصلاحی کے الفاظ مستعار لیتا ہوں :

> ''اسلامی قانون اپنے روزِ اوّل ہی سے انسانی فطرت اور خدا کی دی ہوئی ہدایت پر مبنی ہے۔ اس میں خاندانوں اور قبیلوں کے رجحانات وتعصّبات کو کوئی دخل نہیں۔ رسوم و رواج اس میں اگر کوئی دخل رکھتے ہیں تو صرف ایک محدود گوشہ کے اندر رکھتے ہیں اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ وہ خدا اور رسولؐ کی کسی ہدایت کے خلاف نہ ہوں۔ اس کے ماضی اور حاضر میں گہرا رَبط ہے اور مستقبل میں بھی اس کی ترقی کے خطوط بالکل معین ہیں۔ انسانی قانون عدل، مساوات اور رحم انسانیت کی جس منزل پر اب پہنچنے کی آرزو کررہا ہے، اسلامی قانون کا پہلا قدم وہیں سے اُٹھا ہے بلکہ یہ کہنا بھی بے جا نہیں ہوگا کہ اگر انسانی قانون اپنی اس معراجِ آرزو کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا تو جس دن اس کو یہ کامیابی حاصل ہوگی، اُسی دن وہ اسلامی قانون میں تبدیل ہوجائے گا۔''

اسلامی شریعت ؛ پاکستان کا مقدر

مذکورہ بحث میں جس اسلامی قانون کی بات کی گئی ہے، وطن عزیز پاکستان میں اس کے قیام کے لئے ایک ایسی قیادت کے برسراقتدار آنے کی ضرورت ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے قانون پر پوری طرح مطمئن ہو اور معاشرے کی برائیوں کو اچھائیوں سے بدل دینے کا عزمِ صمیم رکھتی ہو۔ اس کے برعکس جس قیادت کو سرے سے اسلامی قانون پر اعتماد ہی نہ ہو اور ذہنی مرعوبیت کی بنا پر برسرعام اس کی حدود کا مذاق اڑاتے ہوئے اس کی مقرر کردہ سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیا جائے؛ ایسے لوگوں سے اس قسم کی نیک توقع رکھنا ہی عبث ہے۔ اس

www.KitaboSunnat.com

قسم کی قیادت کو تو ویسے ہی اسلامی قانون کے نفاذ میں اپنی موت نظر آتی ہے۔

لیکن ان شاء اللہ العزیز ہمیں یقین ہے کہ اس راہ کا ہر سنگِ گراں غبار بن کر رہے گا اور مخالفتوں کے جو پہاڑ نظر آ رہے ہیں، بالآخر سب ریت کے ذرات کی طرح اُڑ جائیں گے کیونکہ اصل میں اسلام ہی ہر زمانے اور ہر جگہ کا قانون ہے۔ لوگ لاکھ اس کو ناپسند کریں اسے غالب آ کر ہی رہنا ہے۔ بالخصوص جس ملک کی لکیریں ہی اسلام کی بنیاد پر کھینچی گئی ہوں اور جہاں کے رہنے والوں کی اکثریت اسلامی قانون کی متمنی ہو، وہاں کوئی طاقت اس کو نافذ ہونے سے نہیں روک سکتی۔ آخر ربّ العالمین کا وعدہ ہے:

﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (التوبہ:۳۲)

''لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں لیکن اللہ اپنی روشنی کو مکمل کئے بغیر ماننے والا نہیں۔''

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ (التوبہ:۳۳)

''وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے، اگرچہ مشرکین کو یہ کتنا ہی ناگوار گزرے۔''

محدث کے سالانہ خریداروں سے گزارش

سال ۲۰۰۷ء/۲۰۰۶ء میں مدتِ خریداری ختم ہونے پر محدث کے خریداروں کو بذریعہ پوسٹ کارڈ اطلاع دی گئی لیکن بعض خریداران نے ابھی تک تجدید نہیں کروائی۔ ایسے خریدار جنہوں نے دسمبر ۲۰۰۶ء کے بعد زرِتعاون جمع نہیں کرایا، ان سے گزارش ہے کہ وہ جنوری ۲۰۰۸ء تک زرِسالانہ بھیج کر تجدید کروائیں بصورتِ دیگر اُن کے نام محدث کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔ مزید برآں جن خریداران کو دسمبر ۲۰۰۷ء سے مدتِ خریداری ختم ہونے کے پوسٹ کارڈ بھیجے گئے ہیں، وہ بھی پہلی فرصت میں ادائیگی فرما دیں۔ اگر خدانخواستہ آئندہ محدث کی خریداری جاری نہیں رکھنا چاہتے تو تب بھی بذریعہ خط یا فون فوری مطلع فرمائیں۔ شکریہ!

حالیہ اور سابقہ سالوں کی محدث کی مکمل جلدیں دستیاب ہیں، شائقین فوری رابطہ کریں!

www.KitaboSunnat.com